روس میں

مُسلمانوں پر کیا گزری؟

اقتصادی محکومی (سامراجیت)

سامراجیت کی اولیں بنیاد اس اقتصادی زنجیر پر ہوتی ہے جو محکوم نوآبادی کو سامراج کی سرزمین سے مربوط رکھنے کے لیے بنائی جاتی ہے۔ لندن یونیورسٹی کے تاریخ کے پروفیسر ہیوگ سیٹن واسٹن کے مطابق مصر میں برطانوی سامراج کی پالیسی یہ تھی کہ برآمدی مقصد کے لیے کپاس کی پیداوار بڑھائی جائے۔ خواہ اناج کی پیداوار کم ہو حالانکہ مصریوں کو اپنا پیٹ بھرنے کے لیے اناج کی ضرورت تھی۔ یہ سامراجی اقتصادی پالیسی وسطی ایشیا کی سوویت اقتصادیات میں اپنے کردار کا بھرپور اظہار کرتی ہے اور یہ علاقہ سوویت یونین کے لیے ۹۱ فیصد کپاس پیدا وار کرتا ہے مثال کے طور پر ازبکستان، جو کپاس کی فصل کے مرکز کی حیثیت رکھتا ہے، میں ۱۹۵۸ء میں چاول کی کاشت کے لیے جو اراضی وقف کی گئی وہ ۱۹۴۰ء کی وقف شدہ اراضی سے ایک تہائی کم تھی اور ۱۹۱۳ء کی اراضی سے چھ گنا کم۔[1] دوسری طرف ازبکستان میں کپاس کی زیر کاشت اراضی ۱۹۵۶ء میں ۱۹۴۰ء کی نسبت ایک تہائی بڑھ گئی، ۱۹۱۳ء کے مقابلہ میں یہ اضافہ چار گنا تھا۔[2] ترکمانستان میں ۱۹۶۰ء میں جو رقبہ کپاس کے لیے بروئے کار لایا گیا وہ ۱۹۵۸ء کے مقابلہ میں ۳۴ ہزار ہیکٹر زیادہ تھا تاہم پیداوار کی شرح میں ۲۱ ہزار ٹن کا اضافہ ہوا، ۱۹۶۲ء میں تمام زرعی فصلوں کے لیے ترکمانستان کا زیر کاشت رقبہ ۴ لاکھ ۶۱ ہزار ہیکٹر تھا۔ اس میں سے ۲ لاکھ ۴۱ ہزار ہیکٹر رقبہ صرف

---

(1) poseryye plechokadi SSSR: statisticheshy sbornick, VOL. I, Moscow, 1957, p. 52, 61, 113, 121, 137.

(2) Ibid.

کپاس کی کاشت کے لیے مخصوص تھا۔[1]

چونکہ سامراجی اقتصادی نظام میں منافع کی شرح کو نہایت اہم حیثیت حاصل ہوتی ہے اس لیے اس امر کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ۱۹۵۶ء میں سوویت مملکت نے ترکستان کے کپاس پیدا کرنے والے اجتماعی فارموں کو جو ادائیگی کی وہ بمشکل اس لاگت کے ایک تہائی حصہ سے کچھ زیادہ ہوگی جو ایک ٹن خام کپاس کی جننگ پر صرف ہوتی ہے۔[2] ایک واحد فصل کی معیشت اپنے ساتھ کئی مضمرات لائی ہے اس کے نتیجہ میں ۱۹۲۱،۲۳ء میں ترکستان خوفناک قحط کا شکار رہا، اس کے خلاف شدید ترین احتجاج کیے گئے لیکن انہیں انتہائی سختی کے ساتھ کچل دیا گیا۔ کسی زمانہ میں ازبکستان میں سوویت حکومت کے ایک قائد فیض اللہ خود ازئیٹ کو ۱۹۳۰ء کی وسیع پیمانہ پر تطہیر کے دوران پھانسی دے دی گئی کیونکہ انہوں نے روسی خوراک پر مصنوعی طریق سے پیدا کردہ انحصار کی مخالفت کی تھی۔ اسی مدت میں ازبک وزیر زراعت خضر ایلیف نے صورت حال کو یوں بیان کیا:

"ازبکستان کی کپاس کی معیشت جتنا ترقی کرے گی اتنا ہی زیادہ وہ ماسکو کی محتاج ہوتی چلی جائے گی اور ازبکستان ماسکو کی ایک سرخ نوآبادی بن کر رہ جائے گا"[3]

اس نظریہ کے تحت کہ "آپ کپاس کھا نہیں سکتے" ایک واحد فصل کی زراعت کے خلاف مزاحمت ترکستانی معاشرہ کے ہر حصہ میں گذشتہ ۳۰ سال تک جاری رہی اور کپاس کی کاشت کے لیے وقف اراضی کے رقبہ میں اضافہ کے باوجود کپاس کی پیداوار کی شرح میں لگاتار کمی ہوتی رہی۔

ترکمانستان میں کپاس کی پیداوار کی شرح نمایاں طور پر گر گئی۔ ۱۹۵۸ء اور ۱۹۶۲ء کی درمیانی مدت میں کپاس کی پیداوار میں فی ہیکٹر پانچ سنٹنرز کی کمی ہوگئی۔ گذشتہ پانچ سالوں کے دوران میں کپاس کے زیر کاشت رقبہ میں جہاں ۵۰ ہزار ہیکٹر کا اضافہ ہوا وہیں جمہوریہ کی طرف سے خام کپاس کی سپلائی ۷ فیصد کم ہوگئی۔[4] اسی قسم کے اعداد و شمار دوسری جمہوریتوں کی صورت حال کو ظاہر کرتے ہیں۔

---

(1) Narodnoye khozyaystvo SSSR v 1962 godu, Moscow 1963, P. 254, 256.

(2) Pravda vostoka, Tashkent, August 21, 1956.

(3) Lutsky, V., Uzbekistan & Egypt, Moscow, 1934, P. 66.

(4) Khlopkovodstvo, No. 6, Moscow, 1963, P. 2.

وہ وسیع علاقہ، جسے قبل ازیں ترکستان کہا جاتا تھا، ایک بڑے صنعتی مرکز کی حیثیت اختیار کر گیا ہے جو ایشیا میں صنعتی پیداوار کے لحاظ سے جاپان سے دوسرے نمبر پر ہے۔ ۱۹۱۷ء سے یہاں ۲۵ ہزار نئے صنعتی ادارے قائم کیے گئے ہیں[1] لیکن سماجی و اقتصادی سامراجیت کے دو پہلو لازماً پیش نظر رکھنا چاہییں۔ اولاً یہ کہ اس علاقہ میں صنعت کاری کے اقتصادی فوائد میں مسلمان عوام کو کوئی حصہ نہیں ملا —— سوویت ذرائع بتاتے ہیں کہ قازخ کی سوویت اشتراکی جمہوریہ کی صنعت میں قازخ ماہرین انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ ۱۹۵۹ء میں پورے شہری مزدور طبقہ میں سے صرف ۲۰ فیصد مزدور جمہوریہ قازخ کے باشندے تھے[2] اسی سال ازبکستان میں صرف ۴۲ فیصد مزدور ازبک تھے[3] یہ حکومت کی پالیسی ہے کہ کپاس پیدا کرنے والی مزدور قوت کو الگ رکھا جائے اور ماہر مزدور سوویت یونین سے درآمد کیے جائیں۔ اس صورت حال نے تاجک کمیونسٹ پارٹی کے فسٹ سکرٹری کو یہ کہنے پر مجبور کیا[4]:

> "تیزی سے ترقی کرتی ہوئی صنعت و زراعت اس امر کی مقتضی ہے کہ بڑے پیمانہ پر ٹیکنیکی تعلیم یافتہ اور اعلیٰ قابلیت کے تربیت یافتہ افراد آگے آئیں اور یہ اضافہ بڑی حد تک مقامی آبادی سے پورا کیا جانا چاہیے —— یہ کہنا بہت ضروری ہے کہ بعض جگہوں پر اس بات کو سمجھا نہیں جاتا۔"

اس سامراجی معیشت کا دوسرا پہلو اقتصادی استحصال ہے جو مسلم جمہوریتوں کے میزانیوں میں مالیاتی ہیر پھیر سے کیا جاتا ہے۔ یہ مالیاتی رقوم جمہوریہ روس میں "مالیاتی سرمایہ کاری" کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۸ء کے دوران میں ازبکستان کے بجٹ سے ۴۰.۹ فیصد کر غیر زیا سے

---

(1) Hayit, B., "Turkistan as an example of Soviet Colonialism," studies on the Soviet Union, Institute for the study of the USSR Vol I, No 2 Munich, 1961, p. 86.

(2) Vsesoyuznaya perepis naseleniya, Kazakh USSR, Moscow, 1962, p. 162-171 (3) Vsesoyuznaya perepis naseleniya, Uzbek USSR, Moscow, 1963, p. 138-147. (4) Kommunist Tadzhikistana, Dushanbe, February 5, 1960.

۴۷ فیصد اور تاجکستان سے ۲۰.۶ فیصد رقوم ہڑپ کی گئیں۱ سوویت یوکرائن کے ماہر اقتصادیات ڈی ڈوبروحیئف نے اس صورت حال کو بیان کرنے کے لیے نئی اقتصادی اصطلاح وضع کی اور اسے جمہوریہ سے باہر ادا شدہ آمدنی" قرار دیا۲

انیسویں صدی کے آخر میں زار کی حکومت نے جو ریلوے لائنیں تعمیر کیں ان سے وسطی ایشیا کی وسیع پیمانہ پر لوٹ کھسوٹ کی راہیں کھل گئیں ۱۸۹۴ء میں کاؤنٹ این پی اگناتیف کی سربراہی میں ایک کمشن نے ترکستان کی آبادکاری کا جائزہ لیا اور جنرل اے این کریانکن، جو کمشن کے رکن تھے، نے یہ پیش گوئی کی کہ:

"۱۹۵۰ء تک سلطنت روس کی آبادی ۴۰ کروڑ تک پہنچ جائے گی اور حکومت اپنے وسطی ایشیا اور سائیبریا کے علاقوں پر ان روسی آبادکاریوں کے ذریعہ گرفت قائم رکھے گی جو ڈھائی سے ۳ کروڑ تک کی تعداد میں یہاں آباد ہوں گے۔"۳

۱۹۱۱ء میں صوبہ ترکستان کی آبادی کا صرف ۶ فیصد حصہ روسیوں پر مشتمل تھا ان میں بیشتر شہروں میں آباد تھے۔ ۱۹۱۱ء میں روسیوں نے ریلوے لائنوں اور کلید صنعتوں کے ۸۰.۷ فیصد پر قابض تھے۔ دوسری صنعتوں کے کلیدی عہدوں پر ان کی تعداد ۷۰ تا ۹۰ فیصد تھی جبکہ وہ مجموعی صنعتی آبادی کے صرف ۲۲.۸ فیصد پر مشتمل تھے۔ ترکستان کی وسیع پیمانہ پر آبادکاری کا منصوبہ زار کے حاکموں نے بنایا تھا اس کے تحت ۱۵ لاکھ روسیوں کی آبادکاری مقصود تھی لیکن پہلی جنگ عظیم سے اس میں رکاوٹ پڑ گئی۔ اس کے نتیجہ میں اس علاقہ میں خانہ جنگی

(1) Kruchkowski, M., "The colonial Exploitation of the Non-Russian peoples of the USSR," Batkhaushchina, Munich, May 14, 1966, p. 1-2

(2) Holubnychy, V., "The views of M. Volobuyev and V. Dobrogayev and party criticism," Ukrainian Review No. 3, Munich, 1956, p. 10

(3) Pierce, Richard A., Russian Central Asia, 1867-1917, University of California, Berkeley, 1960, p. 115.

شروع ہوگئی۔[1]

۱۹۲۸ء کے بعد مسلم علاقوں پر سوویت گرفت مضبوط ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہی روسیوں کی آبادکاری میں اضافہ ہوگیا۔ ۱۹۲۶ء اور ۱۹۵۹ء کے درمیان قومی مسلم جمہوریتوں میں رہنے والے مسلمانوں کی تعداد گھٹتی گئی۔ مثال کے طور پر کرغیزیا میں ۱۹۲۶ء میں یورپینوں کی آبادی مجموعی طور پر ۱۸.۸۹ فیصد تھی۔ ۱۹۳۹ء میں یہ آبادی ۳۴ فی فیصد اور ۱۹۵۹ء میں ۴۲.۰۸ فی صد ہوگئی۔[2] ان نوآبادیاتی اضلاع میں جہاں روسی اور یوکرانی باشندے آکر کے آباد کیے گئے وہیں تاتاروں اور باشکیروں کو مختلف تعمیراتی منصوبوں کی تکمیل کے لیے سائبیریا میں پہنچا دیا گیا۔[3]

آبادکاری کی سب سے موثر مثال کازخستان ہے جو واحد مسلم قومی جمہوریہ ہے اور جہاں مسلمان اب عملاً اقلیتی گروہ بن گئے ہیں۔ ۱۸۹۷ء اور ۱۹۵۹ء کے سالوں کے دوران کازخستان کے مسلمانوں کی تعداد آبادی کے ۸۰ فیصد سے گھٹ کر ۳۴.۴ فیصد رہ گئی ہے جب کہ اسی مدت میں روسیوں کی آبادی ۱۲ فیصد سے بڑھ کر ۴۳.۱ فیصد ہوگئی ہے۔[4] مردم شماری کے تازہ ترین اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ کازخ جن کے نام پر جمہوریہ کا نام رکھا گیا ہے، آبادی کا صرف ۳۰.۰۲ فیصد حصہ ہیں جب کہ جمہوریہ کے قیام کے وقت ان کی آبادی ۵۷.۱۳ فیصد تھی۔ روسیوں کی تعداد ۱۹.۶۹ فیصد اور یوکرانی ۱۳.۲۵ فیصد تھے۔[5]

---

1 Sokol, E. D, The revolt of 1916 in Russian Central Asia Johns Hopkins University Studies in History and political science Series LXXI No. 1, 1953, p. 32. 33.

2 Rywkin, M, op, cit p. 79.

3. Komsomolskaya pravda, June 14, June 20, & July 1. 1956.

4. Nizovnenko, Y. Population Trends in the Kazakh SSR as shown by the 1959 census," East Turkic Review, vol. 11, No. 4, Munich 1960 p. 57.

5. Taskin, G. A. "Kazakhstan, changes in Administrative status and the national composition of the population" Bulletin vol. XI, No 2 institute for the study of the USSR Munich Feb. 1964 p. 36

لیکن اب اس علاقہ میں غیر ملکی باشندوں کی تعداد میں بھاری اضافہ ہوگیا ہے جو مقامی آبادی سے مختلف تہذیبی اقدار و روایات کے مالک ہیں۔

اختتامیہ

بائیسویں پارٹی کانگرس کے بعد روسیوں نے مختلف قومی تہذیبوں کے کھنڈرات پر ایک واحد سوویت معاشرہ کو ترقی دینے کا کام اور تیز کر دیا ہے۔ اب یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ قومی مملکتوں کا وفاق لینن کی رائے میں محض ایک عبوری تجربہ تھا اور اس کی کوئی مستقل نوعیت نہیں تھی۔[1]

"متعدد قومی ریاستوں کے تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کے مروجہ حالات میں سوویت وفاق، مملکت کی بہترین صورت ہے کیونکہ اس سے قومیت کے مسئلہ کا اشتراکی حل ملتا ہے، مختلف پہلوؤں سے ان کے اکٹھے ہونے کی راہیں کھلتی ہیں اور کمیونزم کے تحت قوموں کے مستقبل کے ادغام کی تیاری ہوتی ہے۔"

وفاق کو وحدانیت میں مدغم کرنے کا یہ پروگرام "بین الاقوامی تعلیم" اور روسی طرز کے "سوویت انسان" بنانے کی ترقی پر مبنی ہے۔ یہ ایک اوبک این۔ اے خحت دینوف تھے جنہوں نے قومیتوں کے لیے اس نئے پروگرام کی سرکاری توضیح کی انہوں نے روسی زبان سیکھنے پر انتہائی شدت سے زور دیا کیونکہ صرف اسی طرح عظیم روسی عوام، "جو مساویوں میں اولین ہیں" قومیتوں کی پالیسی کو کامیابی سے عملی جامہ پہنانے کے سلسلے فیصلہ کن کردار ادا کر سکیں گے۔ ۲۰ نومبر ۱۹۶۱ء کو پراودا میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"سوویت اشتراکی روس کی حدود میں واقع یونین جمہوریتوں کی سرحدیں دن بدن اپنی سابقہ اہمیت کھوتی چلی جا رہی ہیں۔"

سوویت یونین کی مختلف قومیتوں کے بارے میں سوویت پالیسی روسی کیمونسٹ پارٹی کے اندر اقتدار

---

[1] Voprosy istorii KPSS, No. 2, 1961 See also, Sovetskaya Etnografiya No. 4 1961 and Leposhkin, A.I., "Nekotoryye voprosy Leninskoy teorii Sovetskogo federalizma v svete novoy Programmy KPSS," (Some Aspects of Lenin's Theory of Soviet Federalism in the Light of the New Program of the CPSU), Sovetskoye gosudarstvo i pravo No. 5, 1963.

کی داخلی کشمکش سے ہمیشہ بالاتر رکھی گئی ہے، لینن، سٹالن، مالنکوف، کروشیف اور اب برزنیف اور کوسیجن غیر روسی عوام کو ان کی سیاسی واقتصادی خود مختاری اور ثقافتی وجود سے محروم کرنے کے اصول پر پوری طرح عمل پیرا رہے ہیں۔ سرخ چین کے ساتھ تصادم میں سوویت اشتراکی روس افریشیائی دنیا میں مقبولیت کے حاصل کرنے کے لیے اپنے مسلمان شہریوں کی پروپیگنڈا قدر وقیمت کو استعمال کر سکتا ہے یا یہ خطرہ بھی مول لے سکتا ہے کہ سوویت مسلمانوں پر مشتمل علاقہ کو جغرافیائی طور پر بفر زون (Buffer zone) کے طور پر رکھے۔ بہر حال روسی سامراجی اقتدار کو ہر قیمت پر قائم وجاری رکھنا ماضی، حال اور مستقبل کے روسی رہنماؤں کے فکر وعمل کا محور ضرور رہے۔

۲۳ ستمبر ۱۹۶۰ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے پندرہویں اجلاس میں کروشیف نے "غلام ممالک و اقوام کو آزادی دینے کی منظوری کا اعلان" جاری کیا۔ اس اعلان کا ایک حصہ خاص توجہ کا مستحق ہے:

> "نو آبادیوں کے عوام کو حقیقی آزادی حاصل ہونا چاہیے ایسی فرضی آزادی نہیں جس کے تحت وہ درحقیقت بدلی ہوئی سامراجی حکومت کے بندھنوں میں جکڑے رہیں وہ نہ صرف سامراجی اقتدار سے آزادی کا مطالبہ کرتے ہیں بلکہ اس نظام کے مکمل خاتمہ کا بھی مطالبہ کرتے ہیں۔ وہ ترقی کے لیے آزادی چاہتے ہیں، وہ اپنے آقا خود بننے کا حق چاہتے ہیں۔ وہ اپنی دولت سے فائدہ اٹھانا اور اپنی محنت کا پھل لینا چاہتے ہیں۔ غلامی کی ہر ایک شکل، ٹرسٹی شپ یا خیرات کی کوئی بھی صورت ان عوام کے عزو وقار کی شدید توہین ہے۔"

دعائے صحت

مدیر اعلیٰ مولانا احسان الٰہی صاحب ظہیر کی اہلیہ محترمہ کافی دنوں سے بیمار ہیں قارئین کرام سے التماس ہے کہ ان کی صحتِ عاجلہ وکاملہ کے لیے دعا فرمائیں۔

(ادارہ)